ض

ض أ ن

ضَائِنٌ (جمع ضَاْنٌ) - بھیڑ ($\frac{6}{143}$)۔ ضعیف اور کمزور کو بھی ضَائِن کہتے ھیں*۔ جیسے بُز دل ، (بکری جیسے دل والا) ڈرپوک کو کہتے ھیں -

ض ب ح

ضَبَحَتِ الْخَيْلُ ضَبْحًا ۔ تیزی سے بھاگنے والے گھوڑے ھانپے - ابو عبیدہ نے کہا ھے کہ ضَبْحٌ اور ضَبْعٌ گھوڑے کا اپنے بازوؤں کو پوری طرح پھیلا کر دوڑنے کو کہتے ھیں، حتکہ ایسا محسوس ھو کہ اس کی ٹانگیں اس کے جسم کی سیدھ میں آ گئی ھیں - سرپٹ دوڑنا ۔ لیکن سھیلی نے کہا ھے کہ ضَبْحٌ گھوڑے یا اونٹ کے تھکنے کے بعد ھانپنے کی آواز کو کہتے ھیں**۔ ابنِ فارس نے کہا ھے کہ اس کے بنیادی معنی دو ھیں (۱) آواز اور (۲) آگ کے اثر سے رنگ کا بدل جانا ۔ نیز یہ بھی کہ یہ دراصل ضَبَعَ تھا (جس کے معنی اوپر دئے جاچکے ھیں)۔ قرآن کریم میں ھے وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ($\frac{100}{1}$) ۔ اس سے تیز رفتار گھوڑے مراد ھیں جو میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلیں -

ض ج ع

ضَجَعَ واضْطَجَعَ ۔ اس نے اپنا پہلو زمین پر رکھ دیا (لیٹ گیا)۔ اَلْمُضْطَجَعُ ۔ پہلو رکھنے یا لیٹنے کی جگہ* ۔ یہی معنے اَلْمَضْجَعُ کے بھی ھیں ۔ اس کی جمع اَلْمَضَاجِعُ ھے ($\frac{32}{16}$) ۔ سورۃ آل عمران میں مَضَاجِعِهِمْ ($\frac{3}{154}$) سے مراد ان کی قتل گاھیں ھے ۔ یعنی وہ مقام جہاں قتل

*تاج - **تاج و راغب -

کر کے لٹا دیا جائے۔ اَلْمُضَاجَعَۃُ سے مراد مجامعت بھی ہوتی ہے*۔ یعنے ہم بستر ہونا۔ سورۃ نساء میں جہاں وَاهْجُرُوْ هُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ آیا ہے (۴/۳۴) تو اس سے مراد زنا شوئی کے تعلقات منقطع کرنا ہے۔

ض ح ک

ضَحِکَ۔ یَضْحَکُ۔ ضَحِکاً۔ خوشی کی وجہ سے چہرہ کا انسباط، اور دانتوں کا کھل جانا۔ ہنسنا۔ ضَحْکٌ (ہنسی)، کا پہلا درجہ تبسم ہوتا ہے۔ ضَحِکَ کے معنے تعجب کرنے یا تعجب سے ہنسنے کے بھی ہیں*۔ ضَحِکَ الرَّجُلُ۔ اس آدمی کو تعجب ہوا**۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی کھلنے اور ظاہر ہونے کے ہیں۔

سورۃ توبہ میں ہے فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلاً (۹/۸۲) انہیں چاہئے کہ تھوڑا ہنسیں۔ تھوڑی خوشیاں منائیں۔ اس کے مقابل وَلْیَبْکُوْا کَثِیْراً (۹/۸۲) ہے۔ یعنی بہت زیادہ روئیں۔ ضَاحِکاً (۲۷/۱۹) خوش ہو کر۔ سورۃ تطفیف میں ہے کَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَکُوْنَ (۸۳/۲۹)۔ وہ ایمان والوں پر ہنسا کرتے تھے۔ اِمْرَاَۃٌ ضَاحِکٌ۔ وہ عورت جسے حیض آ رہا ہو**۔ سورۃ ھود میں ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کی عمر رسیدہ بیوی کو لڑکے کی بشارت ملی فَضَحِکَتْ (۱۱/۷۱)۔ بعض نے اس کے معنے یہ کئے ہیں کہ انہیں حیض جاری ہو گیا * اور اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ ان میں ہنوز اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہے۔ لیکن راغب نے لکھا ہے کہ جس مفسر نے ضَحِکَتْ کے معنے حَاضَتْ (حائضہ ہوگئی) کئے ہیں تو یہ اس لفظ کی تفسیر نہیں ہے بلکہ اس سے حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کی حالت کا بیان مقصود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی از رہ تعجب ہنسی تھیں، جس کی تائید اس سے اگلی آیت سے ہوتی ہے جس میں کہا گیا ہے۔ اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ*** (۱۱/۷۳)۔ ان لوگوں کا حیض کی طرف (غالباً) اس لئے خیال گیا ہے کہ انہی حالات میں جب حضرت زکریاؑ کو بیٹے کی خوشخبری دی گئی تو وہاں آیا ہے وَاَصْلَحْنَا لَہٗ زَوْجَہٗ (۲۱/۹۰)۔ ہم نے اس کے لئے اسکی بیوی کو درست کر دیا۔ جو نقص تھا اسے رفع کردیا۔ اور بیشتر یہ نقص حیض کا رک جانا ہی ہوتا ہے، اس لئے ایسے موقع پر جو لفظ بھی آیا اس سے مفہوم حیض جاری ہونا لے لیا گیا۔ یہ صحیح نہیں۔

---

*تاج۔ **محیط۔ ***راغب۔

ض ح و (ی)

اَلضَّحْوُ - اَلضَّحْوَةُ - اَلضَّحِيَّةُ - اَلضَّحیٰ - دن چڑھے کا وقت ، طلوع آفتاب کے بعد کا وقت - بعض کا قول ہے کہ اَلضَّحیٰ طلوع آفتاب سے لیکر دن چڑھنے تک کے وقفہ کو کہتے ہیں* - راغب نے کہا ہے کہ الضّحیٰ دھوپ کے پھیل جانے اور دن کے چڑھ جانے کو کہتے ہیں* - نیز اس وقت کو بھی ضُحیٰ کہتے ہیں - اَلضَّحَاءُ - نصف النہار سے پہلے پہلے کا وقت - یا جب سورج طلوع کے بعد رُبع سماء بھر ہو - ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے معنے دن چڑھے کا وقت ہیں جب دھوپ کھل جائے اور ہر چیز واضح ہو جائے - وَ اَخْرَجَ ضُحٰهَا (۷۹/۲۹) - ''اور اس کی روشنی نکالی'' - دن کو روشن کیا - ضَحِيَ - دھوپ لگنا ، دھوپ کے سامنے آنا ، دھوپ سے تکلیف اٹھانا - وَ لَا تَضْحٰی (۲۰/۱۱۹) - ''نہ دھوپ کی تکلیف اٹھائیگا'' - فَعَلَهُ ضَاحِيَةً - اس نے اسے کھلم کھلا کیا - ضَحَا الطَّرِيْقُ ضُحُوًّا - راستہ واضح اور ظاہر ہو گیا* -

لَيْلَةٌ ضَحْيَاءُ - روشن رات جس میں بادل نہ ہوں یا جس میں شروع سے آخر تک چاندنی رہے* - ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی کسی چیز کے ظاہر اور واضح ہونے کے ہیں -

ض د د

اَلضِّدُّ - ہر وہ چیز جو کسی دوسری چیز کے برعکس ہو - یعنی جو دونوں بیک وقت ایک ہی جگہ میں اکٹھی نہ ہوسکیں - جیسے سیاہی اور سفیدی - موت اور حیات - بعض کے نزدیک ضِدٌّ ایک دوسرے کی ٹکر کی چیزوں کو بھی کہتے ہیں - اَلضِّدُّ - مخالف - اَلْقَوْمُ عَلَيْهِ ضِدٌّ وَاحِدٌ - لوگ اسکے خلاف متفق ہو کر جمع ہو گئے - هُمَا مُتَضَادَّانِ - وہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں** -

سورۃ مریم میں ہے وَ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا (۱۹/۸۲) - وہ ان کے مخالف ہونگے -

ض ر ب

ضَرْبٌ کے بہت سے معانی آتے ہیں جن میں سے مشہور معنی مارنے کے ہیں - ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے معنی ڈھالنے کے بھی ہیں - اسی اعتبار

*تاج - **تاج و محیط و راغب -

سے اَلضَّرْبُ اور اَلضَّرِیْبُ ۔ مثل اورمشابہ کو کہتے ہیں کیونکہ اس میں ایک بات دوسری بات کے قالب میں ڈھالی جاتی ہے۔ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلاً (۳۶/۱۳) کے معنے ہیں انکے لئے ایک مثال بیان کرو۔ یعنے اس بات کو مثال دیکر واضح کرو۔ اور يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ (۱۳/۱۷) کے معنے بھی یہی ہیں ۔ یعنے خدا حق اور باطل کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھاتا ہے ۔ اگرچہ اس کے معنی باھمی ٹکرانے کے بھی ہو سکتے ہیں ۔ ضَرَبَ الطَّیْرُ ۔ پرند تلاش رزق میں کہیں چلے گئے ۔ ضَرَبَ فِی الْاَرْضِ ۔ اُس وقت بولتے ہیں جب کوئی شخص تلاش معاش میں سفر پر چلا جائے ۔ اَضْرَبَ الرَّجُلُ فِی الْبَیْتِ کے معنے ہیں اس شخص نے گھر میں قیام کیا ۔ ضَرَبَ عَنِ الشَّیْئِ کے معنے ہیں وہ اس شے سے باز رہا ۔ اعراض کیا ۔ یہی اَضْرَبَ عَنْهُ کے معنی بھی ہیں، نیزضَرَبَ عَنْهُ الذِّکْرَ وَاَضْرَبَ عَنْهُ کے، یعنی اس سے ذکر کو پھیر دیا ،ھٹا دیا ، روک دیا۔ (اسی سے جدید لغت میں اِضْرَابٌ کے معنی ہیں اسٹرائک کرنا) ضَرَبْنَا عَلٰی اٰذَانِهِمْ ۔ ہم نے انہیں آواز سننے سے روک دیا ۔ ضَرَبَ اِلَیْهِ ۔ وہ اسکی طرف مائل ہوا ۔ اِضْطَرَبَ کے معنی ہیں کسی چیز کے ایک حصہ کا دوسرے حصہ کے ساتھ ٹکرانا ۔ نیز اسکے معنے کمانے اور حاصل کرنے کے بھی آتے ہیں۔ اِضْطَرَبَ اَمْرُهٗ کے معنے ہیں اس کا کام خراب ہو گیا *۔ مُضْطَرِبٌ ۔ متحرک کو کہتے ہیں *۔ سورۃ انفال میں ہے فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ (۸/۱۲) ۔ اسکے معنے مارنے کے ہیں ، اور ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ (۲/۶۱) کے معنے ذلت و خواری کی مار مارنے کے ہیں ۔ سورۃ نساء میں ہے اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ (۴/۱۰۱) ۔ اسکے معنے سفر کرنے کے ہیں ۔ سورۃ نحل میں ہے وَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ (۱۶/۷۴) ۔ اللہ کی مثل اور مانند کسی کو قرار نہ دو ۔ اس کی ذات کے متعلق اپنے ذھن میں تصورات پیدا نہ کرو کہ وہ ایسا ہے اور ویسا ہے ۔

ضَرَبَ عَنْهُ ۔ روک لینا ۔ بند کرنا ۔ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ (۴۳/۵) ۔ کیا ہم اس ضابطہ ھدایت کو تم سے روک لینگے ؟ کیا ہم قرآن کریم کے قوانین (مکافات عمل) کو تم پر لاگو (نافذ) نہیں کرینگے اور تمہیں کھلی چھٹی دیدینگے کہ تم جو جی میں آئے کرتے رہو اور جس روش پر جی چاہے چلتے رہو ! ایسا نہیں ہوگا۔

---

* تاج ۔ محیط ۔ لین ۔

ضَرَبَ مَثَلاً کے معنے ہیں مثال کے ذریعہ بات کو واضح کرنا۔ لیکن بعض مقامات پر صرف ضَرَبَ کے بھی یہی معنے آتے ہیں۔ مثلاً کَذَالِکَ یَضْرِبُ اللهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ (۱۳/۱۷)۔ اسطرح اللہ حق و باطل کی وضاحت کرتا ہے۔ یا بات کو سمجھاتا ہے۔ اگرچہ (جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے) اس کے معنی حق و باطل کی کشمکش کے بھی ہیں۔ اسی طرح سورۃ زخرف میں ہے مَاضَرَبُوْہُ لَکَ اِلَّا جَدَلاً (۴۳/۵۸)۔ یہ لوگ تجھے بات نہیں سمجھانے (مثال پیش نہیں کرتے) بلکہ محض جھگڑا کرتے ہیں۔ اسی سے (بعض لوگوں کا خیال ہے کہ) سورۃ نساء میں جو عورتوں کے متعلق ہے کہ وَاضْرِبُوْھُنَّ (۴/۳۴) تو اسکے معنے ہیں مختلف طریقوں سے مثالیں دیکر انہیں سمجھاؤ۔ یعنی وَاضْرِبُوْلَھُنَّ مَثَلاً۔ لیکن یہ معنے اس لئے کمزور ہیں کہ سمجھانے کے لئے اس سے پہلے فَعِظُوْھُنَّ آچکا ہے۔ لہذا فَاضْرِبُوْھُنَّ سے مراد وہ بدنی سزا (Corporal Punishment) ہے جو عدالت کیطرف سے بعض جرائم کی سزا میں دی جاتی ہے۔ عورتوں کا بلاعذر اپنے فطری وظائف زندگی (اولاد پیدا کرنے) سے سرکشی برتنا اور مرد بننے کی خواہش کرنا (جیسا کہ یورپ میں ہو رہا ہے) ایک معاشرتی جرم ہے جس کا بذریعہ عدالت روکا جانا ضروری ہے۔

سورۃ طٰہٰ میں حضرت موسیٰؑ سے کہا گیا ہے فَاضْرِبْ لَھُمْ طَرِیْقاً فِی الْبَحْرِ یَبَساً (۲۰/۷۷)۔ انہیں سمندر میں خشک راستے سے لے جا۔ اسی کو دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اضْرِبْ بِعَصَاکَ الْبَحْرَ (۲۶/۶۳)۔ (نیز ۲۰/۷۷)۔ اپنی جماعت (عَصَا۔ دیکھئے عنوان ع۔ص۔و) کو سمندر سے پار لے جا۔ یا، تو عصا ٹیکتا ہوا پایاب چلے جا۔ اسی طرح دوسری جگہ ہے اضْرِبْ بِعَصَاکَ الْحَجَرَ (۲/۶۰ ؛ ۷/۱۶۰) جس کے معنے یا تو یہ ہیں کہ اپنی جماعت کو پہاڑ کیطرف لے جا۔ وہاں انہیں پانی کے چشمے مل جائینگے۔ اور یا یہ کہ اپنے عصا کو چٹان پر مار، اس سے مٹی اور پتھر وغیرہ میں شگاف ہوجائیگا اور اندر کا پانی باہر نکل آئیگا۔

ض ر ر

ضَرَّ۔ یَضُرُّ۔ نقصان پہنچانا۔ اَلضَّرُّ۔ اَلضُّرُّ۔ نقصان۔ اَلضَّرُّ۔ عام طور پر مالی نقصان یا خارجی مصیبت کو کہتے ہیں اور اَلضُّرُّ۔ اس مصیبت یا بدحالی کو کہتے ہیں جو انسان کی ذات سے متعلق ہو۔ اَلضَّرَّاءُ۔ قحط۔ نقصان کی شدت۔ بدحالی۔ اَلضُّرُّ۔ لاغری۔ معذوری۔ اَلضَّرَّاءُ۔ معذور ہونا۔

لنگڑا ہونا۔ نیز اس کے معنی تنگی۔سختی۔ بدحالی کے بھی ہیں۔ اَلضَّرِیْرُ۔ نابینا۔ مریض۔ لاغر۔ مصیبت زدہ*۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اَلضَّرِیْرُ۔ قوت نفس اور صبر کو کہتے ہیں۔

اَلضَّرَرُ۔ تنگی۔ اَلضَّرُوْرَۃُ۔ حاجت۔ اَلْاِضْطِرَارُ۔ شدت احتیاج سے مجبور ہونا*۔ اَلضَّرَّتَانِ۔ چکی کے دونوں پاٹ۔ ایک مرد کی دو بیویاں*۔ اَلْاِضْرَارُ ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی (یعنی اس کی سوت) لانا۔ تَزَوَّجْتُ الْمَرْاَۃَ عَلٰی ضِرٍّ۔ میں نے اس عورت سے پہلی بیوی کی موجودگی میں شادی کی۔ اس سے ظاہر ہے کہ خود عربوں کو بھی ایک سے زیادہ بیویوں کی مضرت رسانی کا احساس تھا۔

اَلْمُضِرُّ۔ قریب ہونے والا*۔

قرآن کریم میں یہ لفظ نَفْعٌ کے مقابلہ میں (٢/١٠٢) میں آیا ہے۔ خَیْرٌ کے مقابلہ میں (٦/١٧) میں اور نِعْمَتٌ کے مقابلہ میں (١٦/٥٣) میں۔ جسمانی تکلیف کے لئے (٢١/٨٣) میں۔ اُضْطُرَّ (٢/١٧٣) میں۔ جس کے معنے اضطراری حالت میں پہنچنے کے ہیں۔ سورۃ بقرہ میں ہے۔ وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ (٢/٢٨٢)۔ کاتب کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ (اس باب کا خاصہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کا ہے۔ اس لئے اس سے مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نہ تم میں سے کوئی اس کاتب (اور گواہ) کو تکلیف پہنچائے اور نہ ہی وہ کاتب (اور گواہ) تمہارے لئے کسی تکلیف کا باعث بنیں)۔ سورۃ نساء میں ہے غَیْرَ اُولِی الضَّرَرِ (٤/٩٥) جنہیں کوئی جسمانی تکلیف (بیماری) نہ ہو۔ سورۃ توبہ میں ضِرَارًا آیا ہے (٩/١٠٧)۔ یعنی باہم نقصان پہنچانے کی خاطر۔ یہ نقصان اجتماعی ہے۔ سورۃ نساء میں ہے غَیْرَ مُضَآرٍّ (٤/١٢) جو ایک دوسرے کو تکلیف پہنچانے والا نہ ہو۔

سورۃ بقرہ میں ہے ثُمَّ اَضْطَرُّہٗٓ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ (٢/١٢٦) میں انہیں بے بس کرکے جہنم کے عذاب کی طرف لیجاؤنگا۔ دوسری جگہ ہے فَمَنِ اضْطُرَّ۔ (٢/١٧٣)۔ جو مجبور ہوجائے۔ مُضْطَرٌّ (٢٧/٦٢) بے بس مجبور۔

ض ر ع

اَلضَّرْعُ۔ گائے بکری وغیرہ کا تھن۔ (اونٹنی کے تھن کو خِلْفٌ کہتے ہیں)**۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادہ کے بنیادی معنی نرمی کے ہیں

*تاج و محیط۔ **تاج

اور تھن کو ضَرْعٌ اس کی نرمی کی وجہ سے کہتے ھیں ۔ ضَرَعَ الْبَهْمُ کے معنے ھیں چوپاؤں کے بچوں نے اپنی ماں کے تھن کو منہ میں لے لیا** ۔ اس سے تَضَرَّعَ اِلَى اللّٰهِ کا مفہوم سمجھ میں آسکتا ہے ۔ یعنی اپنی نشو و نما کے لئے ربوبیت کے حقیقی سرچشمہ کی طرف رجوع کرنا ۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (۷/۵۵) ۔ یعنی اپنی نشو و نما کے لئے خدا کے قانون ربوبیت کی طرف رجوع کرو (اس کی مزید تشریح کے لئے ع ۔ و ۔ ذ کے عنوان میں تَعَوَّذَ بھی دیکھئے) ۔ اس سے آگے ہے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (۷/۵۵) ۔ وہ حدود فراموش کرنے والے سرکشوں کو پسند نہیں کرتا ۔ اس سے ظاہر ہے کہ تَضَرُّعًا کے اندر اطاعت خداوندی کا بنیادی تصور شامل ہے ۔ سورۂ انعام میں ہے لَوْلَا اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا (۶/۴۳) جب ان پر (ان کے اعمال کی وجہ سے) ھمارے قانون مکافات کے مطابق سختی آئی تو انہوں نے اس وقت ھمارے قانون کی اطاعت کیوں نہ اختیار کرلی ۔

اَلضَّرِيْعُ ۔ حجاز میں کانٹوں والا پودا ھوتا ہے ۔ چوپائے اس کے پاس نہیں پھٹکتے ۔ اگر اسے کھا لیتے ھیں تو اس سے کمزور ھو جاتے ھیں ۔ یا ایک قسم کی بد بودار گھاس کو کہتے ھیں جو ٹھہرے ھوئے پانی میں پیدا ھوتی ہے اور مویشی اسے نہیں کھاتے* ۔ بعض اوقات سمندر اس قسم کے گھاس کو باھر پھینک دیتا ہے اور جو مویشی اسے کھاتا ہے وہ لاغر اور کمزور ھو جاتا ہے** ۔ سورۃ غاشیہ میں اھل جہنم کی غذا کو ضَرِيْعٌ کہا گیا ہے (۸۸/۶) ۔ یعنی دوسروں کے ردی سمجھکر پھینکے ھوئے ٹکڑے جن سے نشو و نما ھونے کی بجائے انسانی صلاحیتیں اور بھی پژمردہ ھوجائیں ۔ محکوم اور کمزور اقوام کو اسی طرح کی غذا ملتی ہے ۔ (نشو و نما رک جانے کے اعتبار سے لفظ جَحِيْمٌ عنوان ج ۔ ح ۔ م میں دیکھئے) ۔

کمزوری اور لاغری کے اعتبار سے اَلضَّارِعُ وَ الضَّرِعُ ۔ ھر نحیف اور کمزور چیز کو کہتے ھیں* ۔ ضَرِعَ لَهٗ وَ ضَرَعَ ۔ اس سے کچھ مانگا اور مانگنے کے ساتھ اپنے عجز و تذلل کا اظہار کیا ۔ اَلضُّرُوْعُ ۔ لاغر ھونا ۔ مَا لَهٗ زَرْعٌ وَّلَا ضَرْعٌ ۔ اس کے پاس کچھ نہیں* ۔ اَضْرَعَ لِفُلَانٍ مَالًا کے معنے ھیں اس کے لئے مال خرچ کیا*** ۔

بہر حال ، انسان کا خدا کی طرف تَضَرُّعًا جانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی نشو و نما کے لئے خدا کے قانون ربوبیت کی طرف رجوع کرے اور

*تاج ۔ **لین ۔ ***محیط ۔

دل کے پورے جھکاؤ کے ساتھ اس کے قوانین کی اطاعت کرے۔ اگر ایسا نہ کریگا تو اسے ضَرِیْعٌ کھانے کو ملیگا۔ یعنی وہ ذلت کی روٹی جس سے شرف انسانیت کی تمام توانائیاں ختم ہو جائیں۔

ض ع ف

اَلضَّعْفُ - اَلضُّعْفُ - اَلضَّعَفُ - کمزوری* - صاحب محیط نے کہا ہے کہ ضَعْفٌ - رائے کی کمزوری کو کہتے ہیں اور ضُعْفٌ - بدن کی کمزوری کو** - سورۃ الروم میں قُوَّۃٌ کے مقابلہ میں ضُعْفٌ آیا ہے (۳۰/۵۴) - اور سورۃ انفال میں فوجی کمزوری کے لئے ضَعْفٌ (۸/۶۶) - سورۃ ابراهیم میں مُسْتَکْبِرِیْنَ کے مقابلہ میں ضُعَفَاءُ آیا ہے (۱۴/۲۱)۔ ضِعَافٌ (جس کا واحد ضَعِیْفٌ ہے) - کمزور (۴/۹) - ضَعِیْفٌ (جمع ضُعَفَاءُ اور ضِعَافٌ) کمزور (۴/۲۸) اس مقام پر یہ لفظ جذبات سے مغلوب ہو جانے کے معنوں میں آیا ہے - اِسْتَضْعَفَہٗ - اسے کمزور سمجھا - حقیر جانا - (۷/۱۵۰)۔ مُسْتَضْعَفٌ - جسے کمزور سمجھا جائے (۴/۷۵) - ظاہر ہے جسے کمزور خیال کیا جاتا ہے اس کے حقوق بھی غصب کئے جاتے ہیں اور اس کی کمزوری سے ناجائز فائدے بھی اٹھائے جاتے ہیں -

ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی دو ہیں اور دونوں ایک دوسرے سے الگ ہیں (۱) کمزوری اور (۲) کسی چیز کو دگنا کر دینا۔ اس اعتبار سے ضِعْفٌ (جمع اَضْعَافٌ) کے معنی ہیں کسی چیز کے مانند اور اس کا مثل۔ برابر کا حصہ - اتنا ہی اور۔ اس طرح دگنا ہو جانا - لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے مراد صرف دگنا نہیں بلکہ دگنے سے زیادہ تگنا چوگنا - نیز غیر محدود طور پر زیادہ ہونے کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے* - چنانچہ سورۃ بقرۃ میں ہے فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً (۲/۲۴۵) - اس کے معنے کئی گنا ہیں - سورۃ اعراف میں ضِعْفٌ دگنے کے معنوں میں آیا ہے (۷/۳۸) - ضِعْفَیْنِ - دو چند (۲/۲۶۵) -

سورۃ آل عمران میں ہے - لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً (۳/۱۲۹) - اس کے عام معنے کئے جاتے ہیں بڑھا بڑھا کر سود (در سود) نہ کھاؤ - لیکن راغب کا کہنا ہے کہ مُضٰعَفَۃً دراصل ضَعْفٌ سے ہے - ضِعْفٌ سے نہیں - اس لئے آیت کے معنے یہ ہیں کہ رِبٰو، جسے تم سمجھ رہے ہو کہ وہ اپنے روپیے کو بڑھانا ہے - بڑھانا نہیں بلکہ درحقیقت ضَعْفٌ (یعنے) کم کرنا ہے*** - سود سے معاشرہ کی دولت کم ہوتی ہے اور سود خوار

*تاج - **محیط - ***راغب -

کی انسانی صلاحیتوں میں کمی واقع ہو جاتی ہے ۔ ربٰو سے قومی دولت گھٹتی ہے اور کمزوریوں پر کمزوریاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں ۔

ض غ ث

ضَغَثَ الْحَدِيْثَ ۔ بات کو خلط ملط کر دینا ۔ مجازاً الضِّغْثُ کسی چیز کے اجزاء کے باہمدگر ملتبس اور گڈ مڈ ہونے کے لئے بولا جاتا ہے ۔ اصل میں ضَغَثَ السَّنَامَ ۔ اس وقت بولتے ہیں جب اونٹنی کے متعلق واضح نہ ہو کہ وہ کمزور ہے یا موٹی اور اس کے کوہان کو مٹھی بھر کر دیکھا جائے کہ اس میں چربی ہے یا نہیں ۔ اس لئے ، غیرواضح اور ملتبس بات کو کَلَامٌ ضِغْثٌ کہتے ہیں* ۔ (جمع اَضْغَاثٌ) ۔ قرآن کریم میں اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ (۱۲/۴۴) آیا ہے ۔ یعنی ایسے خواب جن کا مطلب واضح نہ ہو ۔ پریشان خواب ۔

ضِغْثٌ ۔ اتنی گھاس، گلدستہ یا شاخیں جو آدمی کی مٹھی میں آ جائیں ۔ مٹھی بھر چیز* ۔ سورۃ صٓ میں حضرت ایوبؑ کے تذکرہ میں ہے خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا (۳۸/۴۴) مٹھی بھر گھاس لے ۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اَلضِّغْثُ ۔ تنکوں یا شاخوں کے مٹھے کو کہتے ہیں ۔ طب قدیم میں ، (اور آجکل بھی) کئی جسمانی تکالیف کا علاج جڑی بوٹیوں اور درختوں کے پتوں سے کیا جاتا ہے ۔ لسان العرب میں ہے کہ اس کے معنے تھوڑی سی متاع دنیا بھی ہے ۔ یونہی مٹھی بھر ۔

ض غ ن

اَلضِّغْنُ** ۔ شدید کینہ ۔ سخت عداوت ۔ انتہائی بغض ۔ ضَغِنَ عَلَيْهِ ۔ اس نے اس سے شدید بغض رکھا ۔ سخت کینہ رکھا ۔ فَرَسٌ ضَاغِنٌ اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو بغیر مار کھائے اپنی چال ہی نہ نکالے ۔ اِضْطَغَنَهُ ۔ اس نے اس چیز کو بغل کے نیچے دبا لیا ۔ یا گود میں لے لیا * ۔

قرآن کریم میں ہے يُخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ (۴۷/۲۹ ; ۴۷/۳۷)[1] اللہ ان کے کینوں کو باہر نکالیگا ۔ یا جو کچھ بغل کے نیچے دبائے ہوئے ہیں اُسے باہر نکالیگا ۔ یعنی ان کی مخالفانہ سازشیں اور پوشیدہ ارادے طشت از بام کردیگا ۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادہ کے بنیادی معنی کجی یا ٹیڑھ پن کے ساتھ کسی چیز کو ڈھانپ دینا ہوتے ہیں ۔ چنانچہ قَنَاةٌ ضَغِنَةٌ ۔ ٹیڑھے نیزے کو کہتے ہیں ۔ ٹیڑھ پن اور ڈھانپے ہوئے (مستور) ہونے کی جہت سے اَلضِّغْنُ ۔ کینہ اور عداوت کو کہتے ہیں ۔

---

* تاج ۔ راغب ۔ محیط ۔ ** اَلضِّغْنُ کے معنی گود اور اونٹ کی بغل کے بھی ہیں ۔ نیز شوق اور میلان کے بھی ۔

[1] ۴۷/۳۷ میں يُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ہے ۔

ض ف د ع

اَلضِّفْدَعُ - اَلضِّفْدَعُ - (جمع ضَفَادِعُ ۱۳۳/۷) - مینڈک * -

ض ل ل

اَلضِّلَّةُ - حیرت - متحیر ہونا - سرگردان پھرنا - (Perplexed; Confused)
کسی چیز کا پوشیدہ اور غائب ہونا ، مختلف چیزوں کا اسطرح مل جانا کہ پھرانہیں الگ الگ نہ کیا جا سکے - مثلاً ضَلَّ الْمَاءُ فِی اللَّبَنِ - پانی دودھ میں گھل مل کر غائب ہو گیا - دلیل نہ سوجھنے، نیز کسی بات کے بھول جانے اور حافظہ سے گم ہو جانے کے لئے بھی یہ فعل بولا جاتا ہے ** -
ضَلَالَةٌ - سیدھی راہ سے ہٹ جانا - (عمداً ہو یا سہواً - تھوڑا ہو یا بہت) -
چونکہ صحرا میں راستہ کھو جانے والا اپنی تمام تگ و دو کے باوجود منزل کے قریب نہیں ہونے پاتا اس لئے کوشش کے ناکام و نامراد رہ جانے کو ضَلَّ سَعْیُہٗ کہتے ہیں - اور چونکہ ریگستان میں اسطرح پھرنے کا نتیجہ ہلاکت و تباہی ہوتا ہے اس لئے اسے ان معنوں میں بھی استعمال کرنے لگے *** -
نیز ضائع ہونا - رائگاں جانا - مثلاً ذَهَبَ دَمُهٗ ضِلَّةً - اسکا خون یونہی رائگاں گیا - کیونکہ اسکا قصاص یا انتقام نہیں لیا جا سکا * - ضَلَّنِیْ فُلَانٌ - وہ میرے ہاتھ سے نکل گیا اور میں اس پر قادر نہ رہا * - اَلضَّلَلُ - وہ پانی جو کسی چٹان یا درختوں کے نیچے بہ رہا ہو اور اس پر دھوپ نہ پڑے - اَلْمَضَلُّ - اَلْمُضِلُّ - سراب جو ریگستان میں پانی کی طرح دکھائی دیتا ہے * -

جب رسول اللہ نبوت سے پہلے تلاش حقیقت میں حیران و سرگردان پھرتے تھے تو قرآن کریم نے اس کیفیت کو وَوَجَدَکَ ضَالًّا (۹۳/۷) سے تعبیر کیا ہے - ایک ہونے والا نبی ، نبوت سے پہلے بھی ، غلط تصورات زندگی سے غیر مطمئن ہوتا ہے لیکن چونکہ صحیح تصورات اس کے سامنے نہیں ہوتے اس لئے وہ ان کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے - اس کے بعد اسے خدا کی طرف سے راہ نمائی مل جاتی ہے تو یہ سرگردانی ختم ہو جاتی ہے -

سورۃ بقرہ میں ضَلَالَةٌ - هُدًی کے مقابلہ میں آیا ہے (۲/۱۶) - اس نے "راہ گم کردن" کے مفہوم کو واضح کر دیا ہے - سورۃ ابراہیم میں کوششوں کے ناکام اور اعمال کے بے نتیجہ رہ جانے کو ضَلَالٌ سے تعبیر

* تاج- ** تاج نیز ابن قتیبہ - القرطین ج/۱ صفحہ ۵　*** لین -

کیا گیا ہے (۱۸/۱۳) ۔ سورۃ کہف میں ضَلَّ سَعْیُہُمْ (۱۰۴/۱۸) سے بھی اس مفہوم کی وضاحت ہو جاتی ہے ۔ سورۃ ابراہیم میں اسے ثَبَاتٌ کے مقابل میں لا کر بتایا گیا ہے کہ اسکے معنے ہلاکت و بربادی ہیں (۲۷/۱۴) ۔ سورۃ حجر میں ضَلَالَتٌ کا نتیجہ نعمائے خداوندی سے محرومی و مایوسی بتایا گیا ہے (۵۶/۱۵) ۔ سورۃ اعراف میں ضَلُّوْا عَنَّا (۳۷/۷) کے معنے ہیں وہ ہم سے جاتے رہے یا غائب ہو گئے ۔ اور سورۃ السجدہ میں جہاں کفار کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ (۱۰/۳۲) تو اس کے معنے ہیں کہ کیا جب ہم مرنے کے بعد مٹی میں مل کر ضائع ہو جائینگے (ختم ہو جائینگے) ؟ ۔ تَضْلِیْلٌ ۔ ضائع کر دینا ۔ ناکام بنا دینا ، بھٹکا دینا اور غلط راہ پر لگا دینا (۲/۱۰۵) ۔ لہذا ضَالِّیْنَ (۷/۱) سے مراد ایسے لوگ ہیں جو وحی کی راہنمائی کے بجائے اپنے ذہنی قیاسات کی تجربہ گاہوں یا توہم پرستانہ عقیدتمندیوں کی بھول بھلیوں میں اس طرح مارے مارے پھرتے ہیں جسطرح لق و دق صحرا میں ایک راہ گم کردہ مسافر حیران و پریشان پھرتا ہے ۔ وہ دن بھر چلتا رہتا ہے لیکن شام کے وقت اسکی منزل اس سے اور دور ہو چکی ہوتی ہے ۔ اسطرح اسکی تمام کوششیں رائگاں چلی جاتی ہیں اور وہ انجام کار ہلاک ہو جاتا ہے ۔ اس کے مقابلہ میں منعم علیہ ہیں (۱/۶) جن کی کیفیت ان لوگوں کے برعکس ہوتی ہے ۔

سورۃ بقرہ میں ہے (۲۸۲/۲) کہ لین دین کے معاملہ میں دو مرد بطور گواہ ہونے چاہئیں اور اگر دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں ۔ دو عورتیں اس لئے کہ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰہُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰہُمَا الْاُخْرٰی (۲۸۲/۲) ۔ اگر ان میں سے ایک کسی تفصیل میں (Confused) ہوجائے تو دوسری اسے یاد دلا دے ۔ وہ اُس بات کو سامنے لے آئے ۔ اس سے حافظہ کی کمزوری (بھول جانا) مراد نہیں بلکہ (عورت کے زیادہ جذباتی اورحیاذار ہونے کی وجہ سے) گھبراہٹ میں (Confused) ہو جانا مقصود ہے ۔ اسی کے لئے قرآن کریم نے دوسری جگہ کہا ہے کہ وَهُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ (۱۸/۴۳) ۔ وہ جھگڑے (متنازعہ فیہ معاملہ) میں واضح طور پر مافی الضمیر کر بیان کرنے والی نہیں ہوتی ہے ۔ جھگڑے میں جذبات کی شدت ہوتی ہے جس سے وہ اپنے معاملہ (Case) کو بھی اچھی طرح بیان نہیں کر سکتی ۔ واضح رہے کہ لطیف جذبات کی زیادتی عورت کے فطری وظائف زندگی (اولاد کی پرورش) کے لئے ضروری ہے ۔ اس لئے یہ عورت کا نقص نہیں ۔ البتہ مناسب تعلیم و تربیت سے اس کے یہ جذبات بھی باقی رہتے ہیں اور وہ فصیح البیان بھی ہو سکتی ہے (۵/۴۳ ۔ دیکھئے عنوان ع ۔ ر ۔ ب)

ض م ر

اَلضَّمْرُ - اَلضُّمُرُ - لاغر ہونا - پیٹ کا کمر کے ساتھ لگ جانا - ضَمَرَ الْفَرَسُ - گھوڑے کا لاغر ہونا اور اسکے پیٹ کا کمر سے لگنا - قَضِیْبٌ ضَامِرٌ - مرجھائی ہوئی شاخ جسکی ترو تازگی جاتی رہی ہو* - قرآن کریم میں ہے عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ (۲۲/۲۷) - پتلی دبلی سواریوں پر - راغب نے کہا ہے کہ الضَّامِرُ مِنَ الْفَرَسِ - اس چھریرے گھوڑے کو کہتے ہیں جسکا دبلا پن لاغری کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اسے سدھانے کے لئے جو مشقت کرائی جاتی ہے اس کی وجہ سے ہو** -

اَلضَّمِیْرُ - مرجھایا ہوا انگور - ہر وہ بات جسے تم اپنے دل میں چھپاؤ - اَضْمَرَهٗ - اس نے اسے چھپا لیا* - ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی دو ہیں (۱) پتلا پن اور باریک ہونا اور (۲) کسی چیز کا چھپ جانا -

ض م م

اَلضَّمُّ - ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملا دینا - اِضْطَمَّ الشَّیْئَ - کسی چیز کو اپنے لیے اکھٹا کیا - ضَمَمْتُهٗ اِلٰی صَدْرِیْ - میں نے اسے اپنے گلے سے لگایا* - ضَمَّ عَلَی الْمَالِ - اس نے سارے مال پر قبضہ کر لیا** - ضُمَّ جَنَاحَکَ عَنِ النَّاسِ - لوگوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ اور اپنا پہلو، ان کے لئے نرم رکھو* - ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی دو چیزوں میں موافقت اور مناسبت کے ہیں -

سورۃ طٰہٰ میں ہے وَاضْمُمْ یَدَکَ اِلٰی جَنَاحِکَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ (۲۰/۲۲) - اور سورۃ القصص میں ہے اُسْلُکْ یَدَکَ فِیْ جَیْبِکَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ وَاضْمُمْ اِلَیْکَ جَنَاحَکَ مِنَ الرَّهْبِ (۲۸/۳۲) - [" یَدٌ بَیْضَآءُ " کے مفہوم کیلئے عنوان ی - د - ی دیکھئے - نیز ۷/۱۰۸ ؛ ۲۰/۲۲ - اور جَنَاحٌ کیلئے دیکھئے عنوان ج - ن - ح] (۲۸/۳۲) کا مفہوم یہ ہے کہ خوف کی حالت میں مضطرب و متردد مت ہو (پھڑ پھڑاؤ نہیں) بلکہ اسطرح اطمینان سے رہو جسطرح پرندہ حالت امن میں اپنے بازو سمیٹ کر بیٹھتا ہے - اور (۲۰/۲۲) کا مجازی مفہوم بھی یہ ہے کہ اس آنے والے معرکہ میں ضبط و تحمل

* تاج - ** راغب -

یے کام لو۔ پریشان مت ہو۔ اور بشارتیں دینے والے درخشندہ اصول زندگی کو (جو وحی کے ذریعے تمہیں دیئے گئے ہیں) پیش کرتے جاؤ۔ تم ہر مشکل و مصیبت سے محفوظ باہر نکل آؤ گے۔ دشمن کا شر تمہیں کسی قسم کا گزند نہیں پہنچا سکیگا۔ ویسے، آیت (۲۸/۳۲) کے لفظی معنی یہ ہیں۔ ''تم اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈالو۔ وہ بغیر کسی خرابی کے سفید نکل آئے گا۔ اور تم خوف سے اپنے بازؤں کو سمٹائے رکھو''۔

ض ن ک

اَلضَّنْکُ۔ تنگ (جو کشادہ نہ ہو)۔ اَلضَّنِیْکُ۔ وہ شخص جو جسم، عقل، رائے وغیرہ میں کمزور ہو۔ وہ خادم جو محض روٹی کے معاوضہ میں کام کرتا ہو۔ رَجُلٌ مُتَضَنِّکٌ۔ لاغر آدمی *۔

قرآن کریم میں ہے جو شخص (یا قوم) قوانین خداوندی سے اعراض برتیگی۔ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا (۲۰/۱۲۴) ان کی معیشت تنگ ہو جائیگی۔ ظاہر ہے کہ جن اقوام کی معیشت تنگ ہے (اور مسلمانوں کا نمبر ان میں اسوقت سب سے آگے ہے) وہ قوانین خداوندی سے اعراض برت رہی ہیں۔ یہ ایک ایسا محسوس اور واضح معیار ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

ض ن ن

ضَنَّ بِالشَّیْءِ یَضَنُّ۔ کسی پسندیدہ اور مرغوب شے سے بخل کرنا۔ اَلضَّنِیْنُ۔ وہ بخیل آدمی جو نفیس چیزوں کے ساتھ بخل کرے۔ اَلضِّنُّ۔ نفیس شے جسکے ساتھ بخل کیا جائے **۔ جسے بچا کر رکھا جائے۔

قرآن کریم میں نبی اکرمؐ کے متعلق ہے کہ وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ (۸۱/۲۴)۔ اسے خدا کیطرف سے جو وحی ملتی ہے وہ اسکے عام کرنے میں بخل نہیں برتتا۔ وہ اسے ہر اس شخص کو دیتا ہے جو لینا چاہے۔

ض ھ ی (أ)

اَلضَّھْیَاءُ۔ وہ عورت جسے نہ حیض آتا ہو نہ بچے پیدا ہوتے ہوں۔ یا جس کی چھاتیوں میں ابھار نہ ہو اور اسطرح وہ مردوں سے مشابہ ہو۔ اسی

* تاج۔ محیط۔ راغب۔ ** تاج۔

سے ضَاهَاهُ مُضَاهَاةً ـ وضَاهَاءَهُ ـ مُضَاهَئَةً کے معنے ھیں وہ اس کے مشابہ اور ھمشکل ھوا ـ ھُوَ ضَهِيُّكَ ـ وہ تیرا ھمشکل اور تجھ سے مشابہ ھے*ـ ابن فارس نے کہا ھے کہ اس کے بنیادی معنی ایک چیز کا دوسری چیز کے مشابہ ھونا ھیں ـ

قرآن کریم میں ھے يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ (۹/۳۰) ـ یہ انھی جیسی بات کرتے ھیں (انھی کے ھم رنگ بنتے ھیں) جنھوں نے ان سے پہلے کفر کی روش اختیار کی تھی ـ یہ سب ھم رنگ ھیں ـ

بعض لوگوں نے اسے ناقص یائی مانا ھے اور بعض نے مہموز*ـ چنانچہ لین نے اسے ضھی اور ضھیاً دونوں عنوانوں کے تحت لکھا ھے ـ راغب نے اسکی اصل ھمزہ بھی بتائی ھے ـ

ض و أ

ضَوْءٌ یا ضُوْءٌ ـ نور اور روشنی کو کہتے ھیں ـ (جیسا کہ ن ـ و ـ ر کے عنوان میں بھی بتایا گیا ھے) ـ زمخشری نے لکھا ھے کہ ضَوْءٌ کا لفظ نُوْرٌ سے زیادہ شدت اور قوت رکھتا ھے ـ نیز ضَوْءٌ کسی کی ذاتی روشنی کو کہتے ھیں اور نُوْرٌ اس روشنی کو جو دوسرے سے اکتساب کی گئی ھو**ـ غالباً اسی جہت سے شَمْسٌ کو ضِيَاءٌ اور قَمَرٌ کو نُوْرٌ کہا گیا ھے (۱۰/۵) ـ کیونکہ چاند کی روشنی اپنی نہیں ھوتی ، سورج سے مستعارلی ھوئی ھوتی ھے ـ لیکن قرآن کریم میں یہ لفظ ایک دوسرے کی جگہ بھی استعمال ھوئے ھیں ـ مثلاً ایک جگہ تَوْرَاتٌ کو نُوْرٌ کہا گیا ھے (۵/۴۴) اور دوسری جگہ اسے ضِيَاءٌ کہا گیا ھے (۲۱/۴۸) ـ

أَضَاءَ کے معنے روشن کرنا ھیں ـ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ (۲/۱۷) ـ ”جب اس نے اس کے گرد و پیش کو روشن کردیا“ ـ نیز اس کے معنی روشن ھونے کے بھی ھیں ـ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ (۲۴/۳۵) ـ ”قریب ھے اس کا تیل کہ وہ روشن ھو جائے“ ـ

ض و ز (ضیز)

ضَازَ فُلَانًا حَقَّهُ ـ اس نے اسکا حق کم کردیا ـ قِسْمَةٌ ضِيْزٰی ـ وہ ظالمانہ تقسیم جس میں کسی کو نقصان میں رکھا جائے ـ وہ تقسیم جو عدل پر مبنی نہ ھو ـ اَلضَّوَازَةُ ـ مسواک کے اس ریشہ کو کہتے ھیں جو دانتوں

*تاج و محیط ـ **تاج ـ

میں رہ جائے*۔ (گویا اتنی سی کمی بھی ظلم ہو جاتی ہے)۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادہ کے بنیادی معنی (۱) کجی اور (۲) کمی اور نقصان کے ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں ہے تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى (۵۳/۲۲)۔ یہ تقسیم تو پھر بڑی ہی بے انصافی کی تقسیم ہوئی۔

ض ی ر

اَلضَّيْرُ۔ مضرت۔ گزند، ضَارَہ وَضَرَّہ کے ایک ہی معنے ہیں۔ یعنے کسی کو تکلیف اور نقصان پہنچانا*۔ قرآن کریم میں ہے لَا ضَيْرَ۔ (۲۶/۵۰)۔ کچھ ہرج نہیں۔ قطعاً کوئی تکلیف یا مضرت کی بات نہیں۔

ض ی ع

ضَاعَ۔ يَضِيْعُ۔ ضَيْعًا۔ ہلاک اور تلف ہو جانا۔ ضَاعَ الشَّيْءُ۔ چیز بے کار چھوڑ دی گئی اور اس کی خبر گیری نہ ہوئی۔ ضَاعَ الْعِيَالُ۔ اہل و عیال کی نگرانی خبر گیری اور تربیت نہ کی گئی اور انہیں ویسا ہی چھوڑ دیا گیا۔ تَرَكْتُهٗ بِضَيْعَةٍ۔ میں نے اسے بلا خبرگیری کے چھوڑ دیا۔ اَلضِّيَاعُ (ضَائِعٌ کی جمع ہے) وہ چیزیں جنکی خبرگیری نہ کی جائے اور وہ اس طرح ضائع ہو جائیں**۔ اَلضَّيْعَةُ۔ جائداد کو بھی کہتے ہیں کیونکہ اگر اسے ربوبیت عامہ کے لئے کھلا نہ رکھا جائے تو وہ مآل کار ضائع ہو جاتی ہے۔

سورۃ بقرۃ میں ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ (۲/۱۴۳)۔ اللہ ایسا نہیں ہے کہ وہ تمہارے ایمانوں کو ویسے ہی چھوڑ دے، ان کا خیال ہی نہ رکھے اور وہ اس طرح بغیر کوئی نتیجہ مرتب کئے برباد ہو جائیں۔ سورۃ مریم میں ہے کہ انبیا کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ (۱۹/۵۹)۔ انہوں نے نظام صلٰوۃ کی کوئی پرواہ ہی نہ کی۔ اسے ویسے ہی چھوڑ دیا اور اپنے اپنے خیالات و مفاد کے پیچھے پڑ گئے۔

ض ی ف

اَلضَّيْفُ۔ مہمان۔ جمع اور واحد دونوں کے لئے آتا ہے***۔ سورۃ ہود میں ہے لَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ (۱۱/۷۸)۔ یہاں ضَيْفٌ جمع کے لئے آیا ہے۔

*تاج ** تاج و محیط و راغب۔ *** تاج و محیط

ضَافَ اِلَیْہِ ۔ وہ اس کی طرف مائل ہوا ۔ جھکا ۔ قریب ہوا ۔ ضَیَّفَ ۔ مہمان بنانا ۔ مہمان نوازی کرنا* ۔

سورۃ کہف میں ہے فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا (۱۸/۷۷) ۔ انہوں نے ان کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کردیا۔ اَلْمُضَافُ ۔ جائے پناہ ۔ جس کو کسی کی طرف مائل کیا جائے، جھکایا جائے۔ نیز وہ شخص جس کو جنگ میں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہو* ۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادہ کے بنیادی معنی مائل ہونے کے ہیں ۔

ض ی ق

ضَاقَ ۔ یَضِیْقُ ۔ ضِیْقًا ۔ تنگ ہو جانا ۔ ضَیَّقَ ۔ تنگ کرنا ۔ اَلضِّیْقُ و الضَّیْقُ ۔ تنگی ۔ یہ اَلشَّرْحُ کی ضد ہے ۔ لہذا اس کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے ش ۔ ر ۔ ح کا عنوان دیکھئے ۔ یہ دونوں مادے (۶/۱۲۶) میں ایک دوسرے کے بالمقابل آئے ہیں۔ ضَیِّقٌ (۶/۱۲۶) تنگ ۔ ضَیْقٌ (۱۶/۱۲۷) تنگی۔ ضَائِقٌ۔ وہ جو تنگ ہو(۱۱/۱۲) ۔ ان میں حزن ، غم اور ملال کا مفہوم آجاتا ہے ۔ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا (۱۱/۷۷) اس نے ان کی حفاظت کے لئے اپنی طاقت کو تنگ (کم) پایا ۔ کوتاہ دست ہو گیا ۔ ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ (۹/۱۱۸) ان پر زمین تنگ ہوگئی ۔ وَ ضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ (۹/۱۱۸) وہ خود اپنے آپ سے تنگ آگئے۔ سورۃ طلاق میں ہے وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْهِنَّ (۶۵/۶) ۔ انہیں تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ دو ۔

---

*تاج و محیط ۔